اغثنی یا رسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام
النظامیہ
لاہور
شیخوپورہ
علمی ادبی اور تحقیقی مجلہ
اکتوبر 2023
بفیضانِ نظر
محسن اہلسنت، شیخ العلماء، استاذ الاساتذہ
مفتی اعظم پاکستان
علامہ مفتی محمد عبد القیوم قادری رضوی ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ
بانی جامعہ نظامیہ رضویہ
مدیر اعلیٰ
شیخ الحدیث
ڈاکٹر فضل حنان سعیدی
مدیران
مولانا محمد فاروق شریف رضوی
0312-7245738
مولانا شکور احمد ضیا سیالوی
0300-5090565
زیر قیادت
شیخ الحدیث والتفسیر استاذ الاساتذہ
سجادہ نشین
حافظ محمد عبد الستار سعیدی
ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ
زیر سرپرستی
صاحبزادہ جانشین مفتی اعظم پاکستان علامہ
محمد عبد المصطفیٰ ہزاروی
ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ
مجلسِ مشاورت
صاحبزادہ مولانا نصیر احمد ہزاروی
صاحبزادہ مولانا غلام مرتضیٰ ہزاروی
مجلسِ ادارت
مولانا محمد ظہیر بٹ فریدی
مولانا قاری احمد رضا سیالوی
مولانا محمد عمران الحسن فاروقی
ڈیزائننگ
محمد مولانا طارق عزیز سعیدی
کمپوزنگ: مولانا سمیع اللہ سیالوی
اویس فاروقی ثاقبی، فراز رسول مرتضائی
سرکولیشن ٹیم
فزاہد رضا، فرقان الحق، فہیم
عمران، معین سیفی
رابطہ کے لیے
مرکزی دفتر
مجلس علماء نظامیہ پاکستان
جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور
ممبر شپ فیس
پاکستان سالانہ بذریعہ
عام ڈاک 600 روپے
رجسٹرڈ ڈاک 1000 روپے
شمارہ نیٹ ریٹ 30 روپے
اس دائرے میں سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ آپ کا زرِ سالانہ ختم ہو چکا ہے
نوٹ: ادارہ "مجلہ النظامیہ" کا مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں۔
ناشر
مجلس علماءِ نظامیہ پاکستان
0315-7374429 042-37374429 EMAIL: alnizamia7374429@gmail.com

فہرست

منقبتِ غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ

کلام: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ

بندہ قادر کا بھی قادر بھی ہے عبد القادر
سرِّ باطن بھی ہے ظاہر بھی ہے عبد القادر

مفتیِ شرع بھی ہے قاضیِ ملت بھی ہے
علمِ اَسرار سے ماہر بھی ہے عبد القادر

منبعِ فیض بھی ہے مجمعِ اَفضال بھی ہے
مہرِ عرفاں کا منوّر بھی ہے عبد القادر

قطبِ ابدال بھی ہے محورِ اِرشاد بھی ہے
مرکزِ دائرۂ سرّ بھی ہے عبد القادر

سلکِ عرفان کی ضیا ہے یہی درِّ مختار
فخرِ اَشباہ و نظائر بھی ہے عبد القادر

اُس کے فرمان ہیں سب شارحِ حکمِ شارع
مظہرِ ناہی و آمر بھی ہے عبد القادر

ذی تصرف بھی ہے مأذون بھی مختار بھی ہے
کارِ عالم کا مدبّر بھی ہے عبد القادر

رشکِ بلبل ہے رضا لالۂ صد داغ بھی ہے
آپ کا واصف و ذاکر بھی ہے عبد القادر

اداریہ۔۔۔حرفِ دل

مدیرِ اعلیٰ: شیخ الحدیث ڈاکٹر فضل حنان سعیدی

عقائدِ اہلِ سنت پر استقامت کی ضرورت

رسول اللہ ﷺ نے عطائے الٰہی سے قیامت تک پیدا ہونے والے فتنوں کی خبر بھی دی اور اُن میں ہدایت و نجات کا راستہ بھی ارشاد فرمایا۔

عصرِ حاضر دورِ فتن ہے، عقائد بھی گمراہی کا نشانہ ہیں، اعمال بھی فتنوں کا ہدف ہیں اور اخلاق بھی محلِ فتن ہیں۔ سوشل میڈیا نے فتنہ پروروں کا راستہ آسان کر دیا ہے، جس کا جی چاہے اپنی کمین گاہ میں بیٹھ کر زہر اُگلتا ہے اور سوشل میڈیا کے ذریعے چند لمحوں کے اندر پوری دُنیا میں پہنچا دیتا ہے۔

قرآن و سنت میں عقائد کے فتنوں سے بچنے اور حفاظتِ ایمان کے لیے یہ حل عطا کیا گیا ہے کہ "اہلِ سنت و جماعت" کے عقائد پر استقامت اختیار کی جائے۔ اِسی بات کو تعبیر فرماتے ہوئے "حبل اللہ کو تھامنے"، "تفرقہ سے بچنے"، "جماعت کے ساتھ رہنے"، "سوادِ اعظم کی پیروی کرنے" اور "سنتِ نبوی و سنتِ خلفا کو اپنے اوپر لازم کرنے" کے احکام دیے گئے ہیں۔

قربِ قیامت عقائد سے متعلق فتنوں کی کثرت اور اُس میں راہِ نجات سمجھانے کے لیے ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ایک سیدھی لکیر لگائی اور اپنا دستِ مبارک اُس پر رکھ کر فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کا راستہ (اُس کی مثال) ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اُس سیدھی لکیر کے دائیں بائیں (مڑنے والی) کچھ لکیریں لگائیں اور اُن کے بارے میں فرمایا:

یہ دوسرے راستوں کی مثال ہے، اِن میں ہر راستے پر ایک شیطان ہے جو اُس کی طرف بلاتا ہے۔ پھر یہ آیتِ کریمہ تلاوت فرمائی: وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ. "(اے محبوب! فرما دیجیے:) بلاشبہ یہ (شریعت) میرا سیدھا راستہ ہے تو اِس کی پیروی کرو اور دوسرے راستوں پر نہ چلو، ورنہ وہ راستے تمھیں اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گے۔ اللہ تمھیں اِس کی تاکید فرماتا ہے؛ تاکہ تم پرہیز گار ہو جاؤ۔"[1]

از منۂ قدیمہ سے کچھ بد بخت مرضِ "رفض" میں مبتلا ہیں، اِن کے دلوں میں بُغضِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے جلن رہتی ہے... کچھ آزارِ "نصب" کا شکار ہیں، اِنھیں بغضِ اہلِ بیت رضی اللہ عنہم، خصوصاً بغضِ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی مار ہے... کچھ کو "تفضیل" کا روگ ہے، یہ اجماعِ اُمّت کے برعکس سیدنا علی کو شیخین کریمین رضی اللہ عنہم سے افضل ثابت کرنے پر تُلے رہتے ہیں... اور کچھ "خروج" کی بیماری سے نیم جان ہیں، جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لشکر سے خارج ہونے کی سزا میں اب تک مسلمانوں کے خلاف نبرد آزما اور اُنہی کے خون کے پیاسے رہتے ہیں۔

اِن قدیم فتنوں نے ماضی قریب میں نئی اُٹھان لی ہے اور توہینِ صحابہ و اہلِ بیت علیہم الرضوان سے قلوبِ مسلمین کو چھلنی کیا ہے۔ نہایت خطرناک پہلو یہ ہے کہ اب اِن فتنہ پروروں کے زر خریدوں نے اہلِ سنت و جماعت کا لبادہ اوڑھ کر صحیح العقیدہ

---

[1] سنن نسائی کبریٰ، حدیث: 11109۔ سنن ابن ماجہ، حدیث: 11۔ مسند احمد، حدیث: 15277

لوگوں میں رفض کا زہر پھیلانا شروع کر رکھا ہے، جس سے کم علم سنی مسلمان نادانستہ طور پر اِن کے دامِ تزویر میں تیزی سے پھنستے چلے جا رہے ہیں۔ یہ لوگ بھی اپنے آقاؤں کی پیروی میں کچھ اصحابِ رسول ﷺ سے متعلق بدزبانی کرتے ہیں اور اپنے مذموم نظریات کو سہارا دینے کے لیے قرآن و سنت کے ایسے معانی بیان کرتے ہیں جو آج تک نہیں سنے گئے۔

اِن حالات میں اِس بات کی اشد ضرورت ہے کہ عقائدِ اہلِ سنت و جماعت پر استقامت اختیار کی جائے اور اِن کالی بھیڑوں کے شر سے خود کو محفوظ رکھا جائے۔

نظریۂ اہلِ سنت و جماعت کے مطابق سیدِ عالم ﷺ کے تمام صحابۂ ذی شان اور جملہ اہلِ بیتِ اطہار علیہم الرضوان کا احترام فرض ہے، اُن کی توقیر سلامتیٔ ایمان کی ضامن ہے، اُن کا ذکرِ خیر ہمیشہ اچھے الفاظ سے کرنا لازم ہے اور اُن کے باہمی اختلافات سے متعلق خاموشی اختیار کرنا ہی راہِ نجات ہے، مشاجراتِ صحابہ میں بحث کرتے ہوئے کسی کی توہین کا پہلو نکالنا سخت حرام اور ایمان کے لیے زہرِ قاتل ہے۔

اصحابِ رسول ﷺ میں سے بعض کو کچھ خوبیاں دوسروں سے بڑھ کر عطا ہوئی ہیں، البتہ علی الاطلاق (کسی وصف کی تعیین کیے بغیر) خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم باقی تمام سے افضل ہیں اور اُن میں ترتیبِ افضلیت ترتیبِ خلافت کے عین مطابق ہے۔

یہی سلف صالحین کا موقف ہے، یہی فکرِ رضا ہے اور یہی عقیدۂ اہلِ سنت و جماعت ہے۔ اِس سے عدول راہِ حق سے انحراف ہے اور اپنے دین و ایمان کو خطرے میں ڈالنے کے مترادف ہے۔

اکتوبر... حافظِ ملّت مدّظلّہٗ کا ماہِ ولادت

حافظِ ملت، اُستاذی واستاذ الاساتذہ مولانا حافظ محمد عبد الستار سعیدی دامت برکاتہٗ کی شخصیت بلاشبہ جامعہ نظامیہ رضویہ ہی نہیں، تمام عالمِ اسلام کے لیے ایک نعمتِ عظیمہ ہے، آپ حقیقی معنوں میں ''یادگارِ اسلاف'' اور ''استاذ الاساتذہ'' ہیں۔

آپ 1976ء سے جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں بطورِ مدرس وناظمِ تعلیمات نہایت حسن وخوبی کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں اور 2002ء سے صحیح بخاری شریف کی تدریس بھی فرماتے ہیں۔

آپ کی ولادت 18 ذوالحجہ، 1368ھ / 11 اکتوبر، 1949ء کو ہوئی، ماہِ ولادت کی مناسبت سے گزشتہ سال مجلہ النظامیہ کا شمارۂ اکتوبر ''حافظِ ملت نمبر'' کے طور پر شائع کیا گیا تھا، جو 312 صفحات پر محیط تھا۔ امسال بھی ماہِ ولادت کی مناسبت سے مضمون کے ساتھ ساتھ آپ کے بارے میں مظہرِ غزالئ زماں دامت برکاتہٗ کے تأثرات اِس شمارہ کی زینت ہیں۔ باری تعالیٰ آپ کا سایہ صحت وعافیت کے ساتھ دراز فرمائے، آمین۔

''حافظِ ملّت نمبر'' میں آپ سے متعلق یہ حسین اشعار بھی شامل ہیں:

عطائے مُعطی ومنّان حضرت حافظِ ملت
سخائے شاہِ انس وجان حضرت حافظِ ملت

ہیں مخزن علم وحکمت کا، نشانِ مفتئ اعظم
معارف کی ہیں بے شک کان حضرت حافظِ ملت

درسِ قرآن......

مہنگائی کا حل...راہِ اعتدال

تحریر: مولانا محمد انوار الرسول مرتضائی، سینئر نائب صدر مجلس علماءِ نظامیہ

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا۔[1] ”اور وہ لوگ کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ بخل کرتے ہیں اور ان کا خرچ کرنا میانہ روی سے ہوتا ہے۔“

اِس وقت ہر شخص مہنگائی کا شاکی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر آنے والا دن اشیائے صرف میں اضافہ کی نوید لے کر آتا ہے، خاص طور پر متوسط اور نچلا طبقہ مہنگائی کی چکی میں بری طرح پس رہا ہے، ہر دن مشکل سے مشکل تر آرہا ہے... لیکن کیا کبھی ہم نے اپنے طرزِ زندگی کا بھی جائزہ لیا ہے کہ ہماری چادر کتنی ہے اور ہم نے پاؤں کتنے پھیلا رکھے ہیں! گھر کی الماریاں کپڑوں سے بھری ہوئی ہیں، لیکن آنے جانے کے لیے سوٹ نہیں...ریک جوتوں سے بھرپور، فریزر کھانوں سے لبریز، شادیاں راجوں مہاراجوں کی طرح، موت فوت پر کھانے ناک اونچی رکھنے کے لیے، قدم قدم فرسودہ رسم ورواج میں جکڑا ہوا، گھر کے ہر فرد کے پاس ستر ستر ہزار کا موبائل، علاوہ ازیں اللّے تللّوں کی لمبی فہرست اور شکوہ مہنگائی کا ہے... مہنگائی ہے لیکن کیا ہم نے اپنی آمدن وخرچ

---

[1] الفرقان، آیت:67

میں توازن پیدا کرنے کی کبھی کوشش کی؟ کیا ہم اپنے معیار زندگی کو اپنی آمدنی کے مطابق رکھنا چاہتے ہیں یا اشرافیہ کی دیکھا دیکھی اپنی محرومیوں پر شکوہ کناں ہیں؟ جو نعمتیں حاصل ہیں ان پر پیکر شکر نظر آنے کے بجائے کفرانِ نعمت کا شکار ہیں! اگر ہم اپنی زندگی کو سہل اور طرز حیات باوقار رکھنا چاہتے ہیں تو آیئے زیر مطالعہ آیتِ کریمہ سے راہ نمائی حاصل کرتے ہیں۔

اوصافِ عباد الرحمٰن کے تذکرہ میں پروردگار عالم عزوجل نے ایک نمایاں وصف یہ بیان فرمایا ہے کہ "وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں، نہ بخل کرتے ہیں اور اُن کا خرچ کرنا میانہ روی سے ہوتا ہے۔"

اسراف، اقتار اور قوام کی وضاحت

اس آیت مبارکہ میں تین اصطلاحات ذکر ہوئی ہیں: اسراف۔ اقتار۔ قوام۔

علامہ راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہر وہ کام جس میں انسان حد سے تجاوز کرے ''اسراف'' ہے اگرچہ اس کا مشہور اطلاق حد سے زیادہ خرچ کرنے پر ہوتا ہے۔ القتر کا معنی ہے: خرچ میں کمی کرنا اور یہ اسراف کا مقابل ہے۔ [1]

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے آیت کریمہ کی تفسیر میں بہت خوب صورت قول نقل کیا ہے: مَنْ أَنْفَقَ فِيْ غَيْرِ طَاعَةِ اللهِ فَهُوَ الْإِسْرَافُ وَمَنْ أَمْسَكَ عَنْ طَاعَةِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَهُوَ الْإِقْتَارُ، وَمَنْ أَنْفَقَ فِي طَاعَةِ اللهِ تَعَالَىٰ فَهُوَ الْقَوَامُ۔ یعنی کسی

---

[1] غلام رسول سعیدی، مفسر، تبیان القرآن، جلد: 8، ص: 268

شخص نے دولت کو اللہ کی نافرمانی میں خرچ کیا تو وہ ''اسراف'' ہے، دولت کو اس کی طاعت میں خرچ کرنے سے رک گیا تو وہ ''اقتار'' ہے اور دولت کو اللہ کی طاعت میں خرچ کیا تو وہ ''قوام''(میانہ روی) ہے۔[1]

مختصراً یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ جس جگہ خرچ کرنا ممنوع ہو وہاں خرچ کرنا اسراف، جس جگہ خرچ کرنے کا حکم ہے وہاں خرچ نہ کرنا قتر و بخل اور جس جگہ جتنا خرچ کرنے کا حکم ہے اتنا خرچ کرنا قوام (میانہ روی) ہے۔

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کی معصیت میں بہت قلیل خرچ کرنا بھی اسراف ہے۔

اعتدال اور میانہ روی

زیرِ تفسیر آیت کریمہ میں عباد الرحمٰن کے جس وصف کی تحسین کی گئی وہ اعتدال و میانہ روی ہے۔ یہ مال خرچ کرنے سمیت باقی تمام امور کو بھی عام ہے، جیسا کہ مشہور قول ہے: **خیر الامور أوسطها** ۔یعنی کاموں میں بہترین راستہ درمیانی ہے۔

میانہ روی زندگی کے تمام شعبوں میں مطلوب ہے، خرچ کرنے سے لے کر کھانے پینے، پہننے، چلنے پھرنے، بولنے، سونے جاگنے حتیٰ کہ عبادات، صدقات و خیرات تک ہر چیز میں اعتدال ہی پسندیدہ اور امر خیر ہے۔

کھانے پینے کو لیجیے! بسیار خوری کا عادی شخص جلد ہی بد ہضمی، بلڈ پریشر، شوگر، السر اور موٹاپے کا شکار ہو کر بیماریوں کی آماجگاہ بن جاتا ہے... خیرات میں اعتدال

---

[1] تفسیر قرطبی، زیر آیت ہٰذا، ج:13، ص:72

سے تجاوز کرنے پر محتاج ہو کر خود دستِ سوال دراز کرنا پڑتا ہے۔ الغرض قابلِ تحسین رویہ میانہ روی ہی ہے اور یہ ہر حال میں مطلوب ہے۔

پسندیدہ عمل

سیدنا حُذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَا أَحْسَنَ الْقَصْدَ فِي الْغِنٰى، وَأَحْسَنَ الْقَصْدَ فِي الْفَقْرِ، وَأَحْسَنَ الْقَصْدَ فِي الْعِبَادَةِ۔ دولت مندی میں میانہ روی کتنی اچھی ہے اور تنگ دستی میں میانہ روی کتنی اچھی ہے اور عبادت میں میانہ روی کتنی اچھی ہے۔[1]

میانہ روی... محتاجی کا حل

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے: مَا عَالَ مَنِ اقْتَصَدَ۔ جس نے میانہ روی سے کام لیا وہ تنگ دست نہیں ہو گا۔[2]

میانہ روی کی وضاحت

حیثیت کے باوجود کمتر طرزِ زندگی اختیار کرنا میانہ روی نہیں ہے۔ حضرت ابو الاحوص اپنے والدِ گرامی رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنھیں خستہ حال دیکھ کر فرمایا: هَلْ لَكَ مِنْ مَّالٍ؟ کیا تمہارے پاس مال ہے؟ اُنھوں نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا: مِنْ أَيِّ الْمَالِ؟ کس قسم کا

---

[1] مسند البزار، رقم الحدیث: 2936

[2] مسند احمد، رقم الحدیث: 4269

مال ہے؟ اُنھوں نے کہا: مِنْ كُلِّ الْمَالِ، مِنَ الْإِبِلِ وَالرَّقِيْقِ وَالْخَيْلِ وَالْغَنَمِ۔ ہر قسم کا مال ہے، اُونٹوں سے، غلاموں سے، گھوڑوں اور بکریوں سے۔ فرمایا: فَإِذَا آتَاكَ اللّٰهُ مَالًا فَلْيُرَ عَلَيْكَ أَثَرُهٗ۔ جب اللہ تعالیٰ نے تمھیں مال دیا ہے تو اللہ تعالیٰ کی نعمت و کرامت کا اثر بھی تم پر نظر آنا چاہیے۔[1]

راہ عمل

یہ بات واضح ہو چکی کہ اللہ تعالیٰ نے وسعت دی ہو تو کھانے، پینے، لباس اور رہن سہن میں نعمت کا اظہار ہونا چاہیے اور تونگری کے باوجود فقیروں اور تنگ دستوں کی طرح رہنا مطلوب اور پسندیدہ نہیں ہے، البتہ اپنی چادر سے زیادہ پاؤں پھیلانا اور قرض لے کر امارت جتانا اور شادی بیاہ و دیگر تقریبات میں بے جا خرچ اور نمود و نمائش کرنا اسلام میں ممنوع ہے۔ نہ قرض لے کر اللّے تلّلے کیے جائیں اور نہ مال و دولت کے باوجود تنگ دستی سے زندگی گزاری جائے، بلکہ اقتصاد و میانہ روی اختیار کی جائے۔

اپنے رویہ پر نظر ثانی اور احتساب کا طریقہ یہ بھی ہے کہ آپ اپنے گزشتہ دن، ہفتہ، مہینہ اور سال کا تجزیہ کریں کہ کہاں کہاں ضرورت سے زائد خرچ کیا؟ آئندہ اس سے اجتناب کریں... اور کہاں کہاں ضرورت سے کم خرچ کیا؟ وہاں کشادگی اختیار کریں... یقیناً آپ زندگی کو آسان اور معاملات میں سہولت پائیں گے اور مہنگائی سمیت بہت سی محرومیوں سے آسودگی محسوس کریں گے۔

---

[1] مسند احمد، حدیث: 1587، 1588۔ سنن ابوداود، ج: 2، ص: 139

درسِ حدیث......

علمِ عالمِ اُمّی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم و غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ

تحریر: مولانا محمد فاروق شریف قادری رضوی

عَنْ عَمْرِو بْنِ أَخطَبَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ الْفَجْرَ وَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا، حَتّٰى حَضَرَتِ الظُّهْرُ، فَنَزَلَ فَصَلّٰى، ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰى حَضَرَتِ الْعَصْرُ، ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰى، ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ، فَأَخْبَرَنَا بِمَا كَانَ وَبِمَا هُوَ كَائِنٌ۔ قَالَ: فَأَعْلَمُنَا أَحفَظُنَا۔ [1] "حضرت ابو زید عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سیدنا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ہمیں نمازِ فجر پڑھائی اور منبر پر رونق افروز ہو کر ہمیں خطبہ دیا، یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہو گیا، تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے منبر سے اتر کر نماز پڑھائی، پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور خطاب فرمایا، حتّٰی کہ عصر کا وقت ہو گیا، پھر اتر کر نماز پڑھائی، پھر منبر کو رونق بخشی اور ہمیں خطبہ دیا، یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا، تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جو کچھ ہو چکا وہ بیان کر دیا اور جو کچھ (قیامت تک) ہونے والا ہے وہ بھی بیان فرما دیا، تو اب ہم میں زیادہ علم والا وہ ہے جس نے ان خطبات کو زیادہ یاد رکھا۔"

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب إخبار النبي ﷺ فيما يكون إلى قيام الساعة، رقم: 2892

تاج دارِ ختمِ نبوت مصطفٰی جانِ رحمت ﷺ اولین و آخرین کے کمالات کے جامع ہیں، آپ ﷺ کی ذات بے مثال ہے اور صفات بھی لاجواب ہیں۔ آپ ﷺ کو ہر خوبی و کمال سے نوازا گیا، بلکہ کمال اسی وجہ سے کمال ہے کہ اسے آپ ﷺ کی ذاتِ عالی سے نسبت ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے محبوب ﷺ کو اتنا وسیع علم عطا فرمایا کہ مخلوق میں کسی کا علم آپ ﷺ کے علم مبارک کے برابر نہیں۔ چنانچہ زیرِ تشریح حدیث مبارک میں حضور نبی اکرم ﷺ کے زبردست معجزہ اور بے مثال علمِ غیب کا بیان ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ ﷺ کو اتنا وسیع علم عطا فرمایا کہ کائنات کے آغاز سے قیامت تک تمام حالات وواقعات جانتے ہیں اور آپ ﷺ کو جوامع الکلم سے نوازا گیا کہ ایک دن میں اول تا آخر سارے احوال بیان فرما دیے؛ اس لیے آپ ﷺ کو "عالمِ ماکان ومایکون" کہا جاتا ہے۔

عالمِ علمِ دو عالَم ہیں حضور　　　آپ سے کیا عرض حاجت کیجیے

علم غیب کے بارے چند ضروری باتیں

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت، شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(1) بے شک غیرِ خدا کے لیے ایک ذرہ کا علمِ ذاتی نہیں، اِس قدر (اتنی بات) خود ضروریاتِ دین سے ہے اور اِس کا منکر کافر ہے۔

(2) بے شک غیرِ خدا کا علم اللہ تعالیٰ کی معلومات کو حاوی نہیں ہو سکتا، برابر تو درکنار۔

تمام اَوّلین و آخِرین، اَنبیاء ومُرسَلین، ملائکہ و مقربین سب کے علوم مل کر علومِ الٰہِیّہ سے وہ نسبت نہیں رکھ سکتے جو کروڑہا کروڑ سمندروں سے ایک ذراسی بوند کے کروڑویں حصے کو ہے کہ وہ تمام سمندر اور یہ بوند کا کروڑواں حصہ دونوں مُتَناہی ہیں (یعنی ان کی ایک انتہا ہے) اور متناہی کو متناہی سے نسبت ضرور ہے، جب کہ اللہ تعالیٰ کے علوم وہ غیر متناہی در غیر متناہی در غیر متناہی ہیں (یعنی ان کی کوئی انتہا ہی نہیں)۔ اور مخلوق کے علوم اگرچہ عـــرش وفرش، مشرق ومغرب، روزِ اول تا روزِ آخر جملہ کائنات کو محیط ہو جائیں پھر بھی متناہی ہیں، کہ عرش و فرش دو حدیں ہیں، روزِ اول و روزِ آخر دو حدیں ہیں اور جو کچھ دو حدوں کے اندر ہو سب متناہی ہے۔

(3) بالفعل غیر متناہی کا علمِ تفصیلی مخلوق کو مل ہی نہیں سکتا، تو جملہ علومِ خَلق کو علمِ الٰہی سے اصلًا نسبت ہونی محالِ قطعی ہے نہ کہ مَعَاذَ اللہ! تَوَہُّمِ مساوات۔

(4) اس پر اجماع ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دیے سے انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو کثیر ووافر غیبوں کا علم ہے، یہ بھی ضروریاتِ دین سے ہے۔ جو اِس کا منکر ہو کافر ہے کہ سرے سے نبوت ہی کا منکر ہے۔

(5)...اور اس پر بھی اجماع ہے کہ اس فضل جلیل میں محمدٌ رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کا حصہ تمام انبیاعَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام و تمام جہان سے اَتَمّ واعظم ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے حبیبِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کو اتنے غیبوں کا علم ہے جن کا شمار اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی جانتا ہے۔ [1]

---

[1] صراط الجنان، زیرِ آیتِ النساء: 113۔ فتاویٰ رضویہ، 29/450، 451، ملخصا

اولیائے کرام اور علم غیب

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ۔ [1] "غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا، سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔"

اس آیت کریمہ کے تحت صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا: اولیا کو بھی اگرچہ غیوب پر اطلاع دی جاتی ہے مگر انبیا کا علم باعتبار کشف و انجلا اولیا کے علم سے بہت بلند و بالا اور ارفع و اعلٰی ہے اور اولیا کے علوم انبیا ہی کی وساطت اور انھیں کے فیض سے ہوتے ہیں۔ معتزلہ ایک گمراہ فرقہ ہے، وہ اولیا کے لیے علمِ غیب کا قائل نہیں، اس کا خیال باطل اور احادیثِ کثیرہ کے خلاف ہے۔ [2]

امام احمد بن محمد قسطلانی علیہ الرحمہ نے مرسلین کرام علیہم السلام کو علم غیب عطا ہونے کا ذکر کر کے فرمایا: والولیُّ التابعُ لهُ یأخذ عنه۔ ولی جس رسول کا تابع / امتی ہوا نھیں سے علوم غیبیہ کا اکتساب کرتا ہے۔ [3]

ثابت ہوا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے فضل و کرم سے انبیاء کرام، فرشتوں کی وساطت یا الہام کے ذریعے اپنے اولیا کو بھی علومِ غیبیہ سے جتنا چاہے حصہ عطا فرماتا ہے۔

---

[1] الجن 72:26، 27

[2] خزائن العرفان، الجن 72:27

[3] إرشاد الساری لشرح صحیح البخاری، تحت الحدیث: 4697

حضرت غوث اعظم اور علمِ غیب

محبوب سبحانی قطب ربّانی غوث صمدانی سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

وَمَا مِنهَا شُهُورٌ أَوْ دُهُورٌ　　تَمُرُّ وَ تَنْقَضِيْ إِلَّا اَتَىْ لِيْ

وَ تُخْبِرُنِيْ بِمَا يَأْتِيْ وَيَجْرِيْ　　وَتُعْلِمُنِيْ فَأَقْصِرْ عَنْ جِدَالِيْ

جتنے مہینے یا سال گزر گئے یا گزر رہے ہیں وہ میرے پاس آتے ہیں اور مجھے گزشتہ و آئندہ واقعات کی خبر دیتے ہیں، تو اے منکرِ کرامات! جھگڑے سے باز آجا۔

حضور غوثِ اعظم علیہ الرحمہ نے تحدیثِ نعمت کے طور پر اپنا مقام اور خداداد علم واضح فرمایا کہ اللہ عزّوجلّ نے ماضی و مستقبل کے حالات و واقعات سے آگاہ فرمایا۔

حضور سیّد الوری صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مخلوق سے علم حاصل نہیں کیا، نہ آپ کو اِس کی حاجت تھی؛ اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خالق و مالک عزّوجلّ نے اِقْرَأْ فرما کر آپ کو سب کچھ سکھادیا۔

ایسا اُمّی کس لیے مِنّت کشِ اُستاد ہو

کیا کفایت اُس کو اِقْرَأْ رَبُّكَ الْاَكْرَمْ نہیں

عالمِ اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے لاڈلے بیٹے اور ہمارے غوث علیہ الرحمہ پر اس قدر فیضان ہوا کہ آپ علیہ الرحمہ پر ماضی و مستقبل عیاں ہو گیا۔

فُیوضِ عالمِ اُمّی سے تجھ پر

عِیاں ماضی و مستقبل ہے یا غوث

اللہ رے تیرے جسمِ منوّر کی تابشیں

تحریر: مولانا محمد حسن یوسفی، متعلم جامعہ نظامیہ رضویہ

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوبِ مکرم ﷺ کا بدن مبارک ایسا بے مثال بنایا کہ آپ ﷺ سے پہلے اور بعد کوئی بھی آپ جیسا نہیں ہے۔ آپ کے جسم مبارک میں اس بات کی علامات موجود ہیں کہ آپ ﷺ کے نفسِ کریم کی تخلیق نہایت عظیم ہے اور آپ ﷺ کے اخلاق مبارکہ میں آپ ﷺ کے قلبِ پاک کی عظمت پر دلالت پائی جاتی ہے۔ حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب فرمایا:

فَهُوَ الَّذِيْ تَمَّ مَعْنَاهُ وَصُوْرَتُهٗ ثُمَّ اصْطَفَاهُ حَبِيْبًا بَارِئُ النَّسَمِ
مُنَزَّهٌ عَنْ شَرِيْكٍ فِيْ مَحَاسِنِهٖ فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِيْهِ غَيْرُ مُنْقَسِمِ

آپ ﷺ کی ذات میں صورت ومعنی کی تکمیل ہوگئی، پھر خالق نے آپ کو محبوب منتخب کرلیا۔
آپ اس بات سے بالاتر ہیں کہ کوئی آپ کے محاسن میں شریک ہو، آپ میں جوہرِ حسن تقسیم نہیں ہوسکتا۔

سرِ انور

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: **كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَظِيْمَ الْهَامَةِ۔**[1] یعنی آپ ﷺ کا سرِ انور عظیم تھا۔ (سر کا بڑا ہونا دماغی قوت کے کمال کی طرف اشارہ ہے)

---

[1] دلائل النبوۃ، ج:1، ص:612۔ المواہب اللدنیّہ، ج:2، ص:19

چہرۂ پُرنور

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا وَ أَحْسَنَهُمْ خُلُقًا۔ [1] حضور ﷺ کا چہرہ سب سے زیادہ حسین تھا اور آپ کے اخلاق سب سے عمدہ تھے۔

خامۂ قدرت کا حسنِ دست کاری واہ واہ!

کیا ہی تصویر اپنے پیارے کی سنواری واہ واہ!

سیدِ کائنات ﷺ کا چہرۂ انور آئینۂ جمالِ الٰہی و مظہرِ انوارِ لامتناہی تھا۔[2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَأَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِيْ فِيْ وَجْهِهٖ۔[3] میں نے نبیِ اکرم ﷺ سے زیادہ حُسن والا کوئی نہیں دیکھا، گویا آپ ﷺ کے چہرۂ انور میں سورج چل رہا ہو۔

حضرت ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک ہمدانی خاتون رضی اللہ عنہا نے مجھے کہا: میں نے سیّد العالمین ﷺ کے ساتھ حج کیا ہے۔ میں نے کہا: حضور ﷺ کے چہرۂ انور کی کیفیت بیان کریں۔ انھوں نے کہا: كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، لَمْ أَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ۔ آپ ﷺ کا چہرہ چودھویں کے چاند جیسا تھا، میں نے ایسا حسین چہرہ نہ

---

[1] صحیح بخاری، حدیث:3549۔ المواہب اللدنیہ، ج:6، ص:19۔ البدایۃ والنہایۃ، ج:2، ص:17

[2] مدارج النبوۃ، حصّہ:1، ص:11، مطبوعہ کراچی

[3] جامع ترمذی، حدیث:3648۔ دلائل النبوۃ، ج:1، ص:209۔ المواہب اللدنیہ، ج:2، ص:19

پہلے کبھی دیکھا ہے، نہ بعد میں۔[1]

چشمانِ مقدس

حضور ﷺ کی مقدس آنکھیں متوسط، قدرے بڑی، قدرتی طور پر سرمگین اور نہایت خوب صورت تھیں۔ ان کی سفیدی میں باریک سرخ ڈورے تھے۔ اُن پر گھنی سیاہ اور لمبی پلکوں کا دلربا سایہ تھا۔[2]

ان کی آنکھوں پہ وہ سایہ افگن مُژہ — ظُلّہٗ قصرِ رحمت پہ لاکھوں سلام

اشک باریٔ مُژگاں پہ برسے درود — سِلکِ دُرِّ شفاعت پہ لاکھوں سلام

پھولوں سے نازک بدن

جسمِ منوّر کی عظمت کا ایک پہلو یہ بھی تھا کہ زندگی کے تمام نجی اور معاشرتی معاملات میں بھرپور شرکت کے باوجود پھولوں سے بھی زیادہ نازک تھا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے سرکارِ کائنات ﷺ نے ایک سفر کے دوران اپنے ساتھ سوار فرما لیا: فَمَا مَسِسْتُ شَيْئًا قَطُّ أَلْيَنَ مِنْ جِلْدِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ۔[3] میں نے سرکار ﷺ کے جسم مبارک سے بڑھ کر کسی نرم چیز کو مس نہیں کیا۔

اللہ رے تیرے جسم منور کی تابشیں — اے جانِ جاں مَیں جانِ تجلّا کہوں تجھے

---

[1] مدارج النبوۃ، حصّہ: 1، ص: 13

[2] المواہب اللدنیہ، ج: 2، ص: 28۔ دلائل النبوۃ، ج: 1، ص: 212

[3] جامع ترمذی، حدیث: 3638۔ دلائل النبوۃ، ج: 1، ص: 212۔ المواہب اللدینہ، ج: 2، ص: 29

تاج الفقہامولاناعبدالحق بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ

تحریر:مولانامحمد عاصم محبوب رضوی

ملکِ پاکستان کے خطہ بندیال کو اللہ ربّ العزت نے بہت سے ایسے رجال عطا فرمائے جن کے ذریعے اسلام کا پیغام پوری دنیامیں پہنچا۔ان میں ایک عظیم نام تاج الفقہا شیخ عبدالحق بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔آپ استاذالعلما مولانایار محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحب زادے ہیں۔استاذالعلما ایک واسطے سے امام الکلام مجاہدِ جنگِ آزادی علامہ فضلِ حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور شیخ العرب والعجم حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مرشدالعصر صوفی محمد حسین الہٰ آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر بیعت تھے۔

ذیل میں تاج الفقہا رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ احوال درج کیے جاتے ہیں۔

ولادت

تاج الفقہا رحمۃ اللہ علیہ 1931ء کو بندیال، ضلع سرگودھامیں پیداہوئے۔مولانا مفتی محمد صدیق ہزاروی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے آپ کا سنِ ولادت ۱۳۴۹ھ / 1930ء تحریر فرمایاہے۔

تعلیم وبیعت

تاج الفقہارحمۃ اللہ علیہ نے فارسی کی کتب کریما، گلستان، بوستان، یوسف زلیخا وغیرہ اور صرف ونحو کی کتب اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔پھر آپ نے علم

کے حصول کے لیے دُور دراز کے سفر بھی کیے اور اپنے وقت کے مشاہیر، جید اور ثقہ علما سے علومِ عقلیہ و نقلیہ کی تحصیل فرمائی۔ اپنے والد محترم کے علاوہ تاج الفقہا نے جن علما سے اکتسابِ علم فرمایا ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

مولانا عبد الغفور آف حفیظ بانڈی۔ شیخ القرآن مولانا عبد الغفور ہزاروی۔ استاذ العلما مولانا محمد دین بدھوی۔ ملک المدرسین مولانا عطا محمد بندیالوی۔ استاذ الاستاذہ مولانا محبّ النبی۔ مولانا محمد سعید رحمۃ اللہ علیہم اور مولانا نور محمد (یہ دیوبندیت کی طرف مائل تھے مگر مزاج میں اعتدال تھا)۔ آپ کی دستار بندی محدثِ اعظم پاکستان مولانا سردار احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کے ادارہ جامعہ رضویہ مظہرِ اسلام، فیصل آباد میں ہوئی۔

تاج الفقہا، پیر سید غلام محی الدین شاہ عرف بابو جی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر بیعت تھے اور انہی سے اجازت و خلافت بھی حاصل تھی۔

محبوب ترین استاذ

تاج الفقہا رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے اساتذہ میں ملک المدرسین مولانا عطا محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے خاص لگاؤ تھا، بلکہ آپ اُن کے عاشقِ صادق تھے، خود فرماتے ہیں: میرے کئی نامور اساتذہ تھے جن سے میں نے اکتسابِ علم کیا۔۔۔ مگر بلامبالغہ حضرت قبلہ استاذی المکرم (عطا محمد بندیالوی) رحمۃ اللہ علیہ کا طرزِ استدلال و طریقۂ تدریس حسین و دل نشین انداز محققانہ بیان اپنی مثال آپ ہوتا تھا۔ دیگر اساتذہ کے مقابلے میں اگر زمین آسمان کا فرق بھی کہہ دیا جائے تو مبالغہ نہ ہو گا۔ آپ جب بھی استاذ العلما کا ذکر خیر فرماتے تو آخر میں یوں فرماتے: ”مغزی چولے دی... کملی دنیا ریس کریندی ڈھولے دی۔“

ملک المدرسین کی شفقت

مصنفِ ''ذکرِ عطا'' مولانا نذر حسین چشتی گولڑوی لکھتے ہیں: مجھے یہ بات تعجب میں ڈالتی ہے کہ قبلہ استاذی المکرم (عطا محمد بندیالوی) رحمۃ اللہ علیہ تاج الفقہا کے استاذ ہونے کے باوجود انہیں ''استاذ'' ہی کہہ کر بلاتے اور اِس ادب سے پیش آتے کہ دیکھنے والا نہیں سمجھ سکتا کہ ان ہستیوں میں استاد کون ہے اور شاگرد کون؟

استاذ کی نسبت کا احترام

تاج الفقہا رحمۃ اللہ علیہ کو ملک المدرسین رحمۃ اللہ علیہ سے اس قدر محبت تھی کہ ان کی اولاد کا بھی ادب کیا کرتے تھے۔ مولانا نذر حسین چشتی اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہیں کہ تاج الفقہا کی بارگاہ میں اگر کوئی بڑے سے بڑا آدمی بھی آجاتا تو آپ اُس کو کھڑے ہو کر نہیں ملتے تھے، لیکن جب بھی جگر گوشہ ملک المدرسین صاحب زادہ فداء الحسن ملاقات کے لیے تشریف لاتے تو تاج الفقہا علیل ہونے کے باوجود کھڑے ہو کر معانقہ فرماتے۔

زمانۂ طالبِ علمی میں مناظرہ

تاج الفقہار حمۃ اللہ علیہ کی جلالتِ علمی کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ زمانۂ طالبِ علمی میں آپ ضلع میاں والی غلام محمد خان جنجوعہ کی والدہ کی فاتحہ خوانی کے لیے تشریف لے گئے، وہاں مولوی غلام حسین سے ملاقات ہوئی جس کے عقائد کے بارے میں لوگوں کو شبہ تھا۔ تاج الفقہا نے فرمایا: ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ کریم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کو علمِ ماکان و مایکون عطا فرمایا ہے، آپ کا اس بارے میں کیا عقیدہ ہے؟ اُس نے کہا: یہ علمِ محیط خاصہ ٔ خدا ہے، غیر کے لیے ثابت کرنا شرک ہے۔ ملک بہادر جنجوعہ نے کہا: ہمارا عقیدہ وہ ہے جو مولوی یار محمد کے بیٹے نے بیان کیا ہے۔ اس پر مولوی غلام حسین بہت شرمندہ ہوا اور اٹھ کر چلا گیا، تھوڑی دیر بعد بغل میں کتابیں دبائے ہوئے آیا، بخاری شریف کھولی، لیکن تاج الفقہا کے رعب سے ایک لفظ بھی پڑھا نہ جاتا تھا۔ آپ نے فرمایا: اِسے کہتے ہیں فاضلِ دیوبند، جو عبارت پڑھے نہیں، بلکہ بگاڑے۔

مولوی مذکور بخاری سے وہ واقعہ پیش کرنا چاہتا تھا کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ درِ اقدس پر حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے پوچھا کون ہے؟ صحابی نے عرض کیا: مَیں ہوں۔ مولوی مذکور کہنے لگا: اگر حضور ﷺ کو علم ہوتا تو آپ پوچھتے کیوں؟ تاج الفقہا نے فرمایا: پوچھنا ہمیشہ عدمِ علم پر دلالت نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: **وَ مَا تِلۡكَ بِيَمِيۡنِكَ يٰمُوۡسٰى**۔ سوال کرنے میں حکمت ہوتی ہے۔ آپ ﷺ کا اُس صحابی سے نام پوچھنا اس بنا پر تھا کہ آنے والے سے پوچھا جائے تو اُسے نام بتانا چاہیے۔

دوسری حدیث جو وہ بیان کرنا چاہتا تھا وہ واقعہ ٔ افک والی روایت تھی۔ تاج الفقہا نے فرمایا: اس واقعہ میں یہ الفاظ بھی ہیں: **وَاللّٰہِ مَا عَلِمۡتُ عَلٰى أَهۡلِي إِلَّا خَيۡرًا**، یعنی خدا کی قسم! مَیں اپنے اہل کے بارے میں صرف بھلائی ہی جانتا ہوں۔ جب مولوی مذکور سے کوئی جواب نہ بن پڑا تو ہاتھا پائی پر اتر آیا۔ حاضرین نے اُس مولوی کا بازو پکڑا اور کہا: چل نکل! جواب آتا نہیں اور مولوی بنا پھرتا ہے۔

ایسی ہی ایک گفتگو قیامِ ہند کے دوران استاذ العلما مولانا یار محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی اشر فعلی تھانوی دیوبندی سے ہوئی تھی۔ استاذ العلما نے اشر فعلی تھانوی سے پوچھا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا ،اِس میں اسماء معرف بالامِ استغراق اور كُلَّهَا سے مؤکد ہے، اس کا عموم قطعی نا قابلِ تخصیص ہے، یہی علمِ کلی ہے، تو جو علم نصِ قرآنی کے مطابق آدم علیہ السلام کے لیے ثابت ہے اُسے نبی اکرم ﷺ کے لیے ثابت ماننا کیوں کر کفر و شرک ہو گا؟ اشر فعلی تھانوی نے کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو صرف اسماء کا علم عطا کیا گیا تھا نہ کہ مسمیات کا؛ لہٰذا یہ علمِ کلی نہ ہوا۔ استاذ العلما نے فرمایا: اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے: ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ أَنْبِئُوْنِي بِأَسْمَاءِ هٰؤُلَاءِ۔ پھر سیدنا آدم علیہ السلام کو فرمایا: أَنْبِئْهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ۔ اس سے صراحتاً پتا چلتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اسماء اور مسمیات دونوں کا علم عطا کیا گیا تھا نہ کہ صرف اسماء کا۔ اشر فعلی تھانوی سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔

تحریکِ پاکستان کی حمایت

استاذ العلما مولانا یار محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریکِ پاکستان کے دوران نہ صرف خود مسلم لیگ کی حمایت کی، بلکہ اپنے شاگردوں کو بھی مسلم لیگ کی حمایت کا حکم فرمایا۔ ضلع سرگودھا اور میانوالی کے اکثر اُمرا یونی نسٹ پارٹی سے تعلق رکھتے تھے، مسلم لیگ کا نام بھی سننا گوارا نہیں کرتے تھے، ایسے ماحول میں استاذ العلما نے علی الاعلان فرمایا کہ ایک طرف اسلام کا جھنڈا ہے دوسری طرف کفر کا، چونکہ مسلم

لیگ مسلمانوں کی جماعت ہے؛ اس لیے اِس سے کٹنا اسلام سے کٹنا ہے۔ استاذ العلما نے اپنے جانشین تاج الفقہا کو بھی مسلم لیگ کی حمایت کا حکم فرمایا۔ چنانچہ تاج الفقہا نے تحریکِ پاکستان کی حمایت میں تقریریں کیں اور قیامِ پاکستان کی راہ ہموار کی۔

وفات

24اگست، 2023ء / ٦صفر، ١٤٤٥ھ میں بندیال میں تاج الفقہا کا وصال ہوا۔ آپ کے جنازے میں لاکھوں لوگوں نے شرکت کی سعادت حاصل کی۔

نوٹ: اس مضمون کے لیے درج ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا ہے:

١۔ عظمتوں کے پاسباں، علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری، مطبوعہ مکتبہ قادریہ، لاہور

٢۔ تعارفِ علمائے اہلِ سنت، مفتی محمد صدیق ہزاروی، مطبوعہ ملی پرنٹرز، لاہور

٣۔ قرة عیون الأقیال فی تذکرة فضلاء البندیال، مفتی غلام محمد بندیالوی شرقپوری، ناشر جامعہ مظہریہ امدادیہ، بندیال شریف

٤۔ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ، ستمبر 2023ء

٥۔ ذکرِ عطا فی حیاة استاذ العلما، محمد نذر حسین چشتی گولڑوی، ناشر استاذ العلما اکیڈمی، خوشاب

حافظِ ملت مدظلہٗ سے متعلق

مظہرِ غزالیٔ زماں دامت برکاتہٗ کے تأثرات

حضور غزالیٔ زماں مولانا سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے سالانہ عرسِ مبارک منعقدہ، شوال 1445ھ میں مظہرِ غزالیٔ زماں شیخ الحدیث علامہ مظہر سعید کاظمی دامت برکاتہ العالیہ نے حافظِ ملت شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد عبد الستار سعیدی مدظلہ کا تعارف درج ذیل الفاظ میں کروایا، جسے حافظِ ملت کے ماہِ ولادت کی مناسبت سے شاملِ اشاعت کیا جارہا ہے۔(ادارہ)

”میرے دوستو! اُستاذ العلما، اُستاذ الاساتذہ، حضرت علّامہ مولانا حافظ عبد الستار صاحب سعیدی شیخ الحدیث، جو حضور غزالیٔ زماں کے نہایت چہیتے شاگرد و مُرید ہیں... یہ کیونکہ لاہور میں ہوتے ہیں تو یہاں جنوبی پنجاب والے شاید اِنہیں نہ جانتے ہوں، لیکن یہ علم کا پہاڑ ہیں.... اوراخلاص اور دیانت اور امانت سے کام کر رہے ہیں... مَیں نے ان کے دُروس تو نہیں سنے، لیکن میں نے ان کی تقریریں سنی ہیں... ان کی تقریر میں خاص بات یہ ہے کہ یہ کوئی ایسی مشکل بات نہیں کرتے کہ جو سمجھ نہ آئے... اور دوسری بات تفہیم، جو اِن کا طُرّۂ امتیاز ہے، کہ یہ بات سمجھا دیتے ہیں۔“

حصارِ وقت میں اک جاگتا کردار

(حافظِ ملت، شیخ الحدیث، مولانا حافظ محمد عبد الستار سعیدی)

تحریر: مولانا مفتی محمد فیاض سعیدی، ناظمِ اعلیٰ جامعہ سراج الحرمین، لاہور

مرجع العلما والصلحا، شیخ الحدیث والتفسیر، قبلہ حافظ محمد عبد الستار سعیدی مد ظلہ کی ذاتِ ستودہ صفات مجمع الخیرات ہے، پہلی ملاقات میں دل موہ لیتے ہیں "دل بدست آور کہ حجِ اکبر است" پر عمل پیرا ہیں، ہر ایک کی دل جوئی فرماتے ہیں، درجۂ اولیٰ سے دورۂ حدیث شریف پڑھنے تک دل آپ کی محبت کی اَن مِٹ نقوش کتاب بن جاتا ہے۔ آپ ایسے مالی (حافظ) ہیں، جن کا ایک گملا بھی نہیں ٹوٹا، ہر ایک کو اُس کے موزوں مقام پر مقرر کرنے کا فن بخوبی جانتے ہیں۔ شفقت ورأفت کی فراوانی کا ایسا چشمہ ہیں جس سے ہر کوئی ہر وقت ہر جگہ سیر اب وشاداب ہو رہا ہے۔

حافظِ ملت کی تدریس ونظامت

آپ مد ظلہٗ میدانِ تدریس وتقریر وتحریر کے شاہ سوار ہیں۔ مشکل سے مشکل بحث کو چند منٹوں میں ذہن نشین کروانا آپ کا خاصہ ہے۔ سراجی، شرح ملا جامی وغیرہ پڑھنے والے طلبہ پر یہ راز عیاں ہے۔

مثلاً درسِ حدیث کے دوران قیامِ تعظیمی کے جواز پر آپ نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی اِس حدیث سے استدلال کیا: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَجْلِسُ مَعَنَا فِي الْمَجْلِسِ يُحَدِّثُنَا، فَإِذَا قَامَ قُمْنَا قِيَامًا حَتَّى نَرَاهُ قَدْ دَخَلَ بَعْضَ بُيُوتِ أَزْوَاجِهِ۔

جانِ کائنات ﷺ مسجد میں ہمارے ساتھ تشریف فرما ہو کر محوِ کلام ہوتے، پھر جب تشریف لے جانے کے لیے کھڑے ہوتے تو ہم سب کھڑے ہو جاتے اور کھڑے رہتے حتّٰی کہ ہم دیکھتے کہ آپ ازواج مطہرات میں سے کسی کے حجرے میں داخل ہو گئے۔[1]

اِس حدیث شریف میں قیامِ تعظیمی کا ثبوت ہے اور تمام صحابہ کرام قیامِ تعظیمی فرماتے اور حجرے مبارک میں داخل ہونے تک قیام میں رہتے۔

آپ کے درس حدیث شریف میں محبت کا رنگ غالب رہتا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ والی حدیث پڑھائی، جانِ کائنات ﷺ حضرت معاذ کو یمن کا قاضی بنا کر روانہ کر رہے تھے کہ اچانک فرمایا: يَا مُعَاذُ! إِنَّكَ عَسٰى أَنْ لَّا تَلْقَانِيْ بَعْدَ عَامِيْ هٰذَا، وَلَعَلَّكَ أَنْ تَمُرَّ بِمَسْجِدِيْ هٰذَا وَقَبْرِيْ۔ عن قریب تم میری بارگاہ میں آؤ گے اِس سال کے بعد اور تمہارا گذر میری اِس مسجد اور میری قبر کے پاس سے ہو گا۔ راوی کہتے ہیں: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فراقِ رسول پاک ﷺ سے رو پڑے۔ جانِ کائنات ﷺ نے اپنا چہرۂ انور سوئے مدینہ منوّرہ کیے ہوئے فرمایا: "میرے سب سے قریب متقی ہیں، کوئی ہوں کہیں ہوں۔"[2]

استاذ گرامی نے اتنا ترجمہ فرمایا کہ آنسوؤں کی جھڑیاں لگ گئیں اور طلبہ پر بھی رقّت طاری ہو گئی۔

صائم کمالِ ضبط کی کوشش تو کی مگر پلکوں کا حلقہ توڑ کر آنسو نکل گئے

---

[1] سنن ابو داود، حدیث: 4775

[2] مسند احمد، رقم الحدیث: 22052

بندہ نے دوران سبق عرض کیا: غیر مقلدین کہتے ہیں کہ ہم ''واجب'' وغیرہ اصطلاحات کو نہیں مانتے؛ کیونکہ یہ حدیث سے ثابت نہیں۔ فرمایا: فرض بذات خود اصطلاح ہے، آپ واجب کی اصطلاح کو درست نہیں مانتے تو ہم آپ کی فرض اصطلاح کو درست نہیں مانتے، فرض کی اصطلاح حدیث سے ثابت کریں!

قبلہ حافظِ ملت مد ظلہ' جامعہ نظامیہ رضویہ کے ناظم تعلیمات ہیں۔ ناظم ہونا اور محبوب ہونا دو الگ مقام ہیں، لیکن آپ محبوب ناظم ہیں۔ بندہ نے استفسار کیا: آپ تادیبی کارروائی کرتے ہیں، پھر بھی محبوب الطلبہ ہیں، اس کا راز سمجھ سے بالا ہے۔ فرمایا: ہماری مار میں نفرت نہیں ہوتی، اس وجہ سے وہ محبوبیت میں بدل جاتی ہے۔

جامعہ میں ایک باپ اور بیٹا، دونوں زیرِ تعلیم تھے۔ کسی ذمہ دار نے تاخیر سے آنے کے سبب دونوں کے خلاف تادیبی کارروائی کی، آپ کے ارشاد پر انہیں چھوڑ دیا گیا۔ بعد میں آپ نے تنہائی میں ذمہ دار کو بلا کر فرمایا: ایسی تادیبی کارروائی سے گریز کریں جس میں باپ اور بیٹا جمع ہو جائیں، یوں بیٹے کی نگاہ میں باپ کی قدر و منزلت گر جائے گی۔

ایک مرتبہ قبلہ حافظِ ملت مد ظلہ نے دوسرے شہر میں جانا تھا اور نظامت کے فرائض کا بھی پاس تھا، آپ نے اپنے جوڑے اپنے کمرے کے باہر رکھوا دیے اور خود جہاں جانا تھا تشریف لے گئے۔ ہم سارا دن سہمے سہمے کمرے کے پاس سے گزرتے رہے، شام کو آپ تشریف لائے تو یہ معلوم ہوا کہ آپ کمرہ میں موجود نہ تھے۔

حافظِ ملت کا حُسنِ وعظ و تقریر

آپ تقریر میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ آپ کے خطاب کی بڑی خوبی ہے خواص

وعوام دونوں محظوظ ہوتے ہیں، آسان الفاظ میں تفہیم کا ملکہ قدرت نے آپ میں ودیعت کرر کھاہے۔

آپ نے ایک خطاب میں فرمایا: آقائے نامدار ﷺ نے سفر معراج میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے ملاحظہ فرمایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام دوسرے جہان میں تھے، جو عالمِ برزخ ہے اور جان کائنات ﷺ عالمِ دُنیا میں تھے۔ حضور ﷺ اِس عالم میں رہ کراُس عالم میں دیکھ سکتے ہیں تو اُس عالم میں جاکر اِس عالم کو دیکھنا کیوں ممکن نہیں۔

مسلم مسجد بیرون لوہاری دروازہ میں آپ کے خطابِ دل نواز سے محظوظ ہونے کے لیے دُور دراز سے لوگ حاضرتے ہیں، جب کہ گلشن راوی مرکزی جامع مسجد یارسول اللہ کو آپ نے اپنے خطابات سے گلشنِ توحید و رسالت بنادیا ہے۔

محبتِ ساداتِ کرام

الحمرا ہال میں جامعہ نظامیہ رضویہ کی طرف سے ایک پروگرام کا اہتمام تھا، آپ کرسی پر براجمان تھے ،دُنیاوی وضع قطع میں ایک شخص سامنے سے گذرا، آپ کھڑے ہوگئے، متعدد بار ایسا ہوا۔ بعد میں علم ہوا کہ وہ شاہ صاحب تھے۔

آپ ہر سال جامعہ نظامیہ رضویہ میں زیرِ تعلیم سادات طلبہ کی دعوت فرماتے ہیں اور خوب عقیدت کے ساتھ اُنھیں کھلاتے پلاتے ہیں، بایں ہمہ بدعقیدہ افراد سے نفرت آپ کی طبیعت کا لازمہ ہے۔

اکابر کا ادب و احترام

آپ اپنے مرشدِ کریم غزالیٔ زماں علیہ الرحمہ اور اُن کی تمام نسبتوں کا بہت احترام کرتے ہیں۔

حضرت مظہرِ غزالیٔ زماں مد ظلہ العالی ایک مرتبہ جامعہ نظامیہ تشریف لائے، آپ نے حضرت کو دیکھا تو ننگے پاؤں پیچھے چلتے گئے۔

حضرت سید ارشد سعید کاظمی مد ظلہ لاہور میں ماہانہ درس قرآن دینے آتے تو آپ گھنٹوں اُن کا انتظار فرماتے، درس سن کر اجازت طلب کر کے واپس آتے۔

غزالیٔ زمان علیہ الرحمہ کے عرسِ مبارک میں انوار العلوم کے لیے چندہ کی اپیل کی گئی تو آپ نے ایک لاکھ روپیہ لاہور واپسی سے پہلے انتظامیہ کے سپرد کیا۔

مفتیٔ اعظم پاکستان مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی علیہ الرحمہ کے سامنے کبھی چار زانو نہیں بیٹھے، ساری زندگی غلام بے دام بنے رہے۔

جانشینِ مفتیٔ اعظم پاکستان عزت مآب مولانا محمد عبد المصطفیٰ ہزاروی دام ظلہ کے ساتھ وہی احترام کا رشتہ آج بھی قائم رکھے ہوئے ہیں۔

قاضی محمد رشید نقشبندی علیہ الرحمہ کا کمرہ آپ کے ساتھ تھا، روزانہ انہیں چائے پیش فرماتے، گاہے گاہے ان کی زیارت کو کمرہ میں جاتے، مشکل امور میں اُن سے مشاورت فرماتے تھے۔

رومیٔ وقت حضرت شرف ملت علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ کے ساتھ سفر پر جانے سے پہلے ملاقات کرتے اور واپسی پر اُنھیں سفر کی روداد سناتے۔

امام المناطقہ استاذ کبیر مفتی گل احمد خان عتیقی مد ظلہ نے مدینہ منورہ میں فرمایا: جب سے حافظ صاحب پڑھانے لگے ہیں، کسی ماہ مجھے نذرانہ پیش کرنے کا ناغہ نہیں کیا۔

رعنائیاں

فتاوٰی رضویہ کی تکمیل پر آپ کو چاندی سے تولا گیا تو آپ نے اُسی نشست میں تمام چاندی رضا فاؤنڈیشن کو عطیہ کر دی۔

ایک مرتبہ کسی سیاسی جماعت نے حکومت کا تختہ اُلٹنے کے لیے یومِ نجات منایا، اپوزیشن کے سرکردہ سیاسی لیڈر نے مسلم مسجد میں جمعہ پڑھا اور دعا کے لیے درخواست کی تو حضرت حافظ ملت نے دعا فرمائی: ”یا اللہ اگر حکومت ظالم ہے تو اس کا بیڑا غرق کر اور اپوزیشن ظالم ہے تو اُسے ناکام فرما۔“

ہر عاشق سے مسکرا کر ملتے ہیں، سب کو عزت دیتے ہیں، دل جوئی فرماتے ہیں، عیب جوئی سے گریزاں ہیں، بلکہ پردہ پوشی فرماتے ہیں، وقت کی پابندی، استقامت، لایعنی کاموں سے لاتعلقی اور فقرا سے پیار جیسے اوصافِ حمیدہ آپ کی طبیعت میں نگینے کی طرح جڑے ہوئے ہیں۔

جمالِ یار کی رعنائیاں بیان نہ ہوئیں
ہزار کام لیا میں نے خوش بیانی سے

ہو اپنے بزرگوں کا انہیں پاس و ادب کیا

تحریر: مولانا محمد حارث علی قادری، مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ

جہان آفریں نے عالمِ فانی کی تخلیق کے بعد بسنے والی مخلوق کی بقاو بہبود کے لیے فقط شُرب و طعام کا اہتمام ہی نہیں فرمایا، بلکہ باوقار زندگی گزارنے کے لیے قرآن و حدیث کی صورت میں مکمل ضابطۂ حیات عطا فرمایا ہے۔ مخلوق کے باہمی تعلقات کی تحسین کے لیے شرعی اصول وضوابط کا تقرر بھی شریعت محمدی کے کامل ضابطۂ حیات ہونے پر بیّن دلیل ہے۔ اکابر، یعنی بزرگوں کا ادب دینِ اسلام کی تعلیمات کے تناظر میں مطلوب و محبوب عمل ہے۔ یہ بھی عیاں ہے کہ اگر اسلاف کے ساتھ مذہبی تعلق استوار ہو جائے تو قدر و منزلت اور تعظیم کا پہلو مزید اجاگر ہو جاتا ہے۔

بعض عاقبت نا اندیش لوگ اسلاف کی خدمات پر عظمت و رفعت کے ترانے بلند کرنے کے بجائے اسلاف کو معیوب بنانے کی کوشش کرتے ہیں، قوم کے نوجوانوں کو اکابر کا احترام سکھانے کے بجائے اسلاف کے لیے "بابوں" اور "بابے" جیسے الفاظ بطورِ ہتک استعمال کرنے کی تلقین کرنے والے بھی اسی معاشرے کا حصہ ہیں۔

معبود برحق نے قرآن مجید میں فرمایا: يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۔[1] "اللہ تمہارے

[1] المجادلہ، آیت نمبر: 11

ایمان والوں کے اور اُن کے جن کو علم دیا گیا درجے بلند فرمائے گا اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔"

اس آیت میں اکابر علما کے مقامِ رفعت کو بھی بیان کیا گیا ہے اور بار گاہِ خداوندی میں مقام و مرتبہ کی بلندی اِس بات کی متقاضی ہے کہ اُن کی توقیر کی جائے۔

افسوس ہے سب حسب و نسب بھول رہے ہیں
ہم لوگ بزرگوں کا ادب بھول رہے ہیں

تعظیمِ اکابر اور احادیثِ کریمہ

نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: **وَقِّرِ الْكَبِيْرَ وَارْحَمِ الصَّغِيْرَ تُرَافِقْنِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔** [1] بڑوں کی تعظیم و توقیر کرو اور چھوٹوں پر شفقت کرو، تم جنت میں میری رفاقت پالوگے۔

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ارشادِ نبوی مروی ہے: **«إِنَّ مِنْ إِجْلَالِ اللهِ إِكْرَامَ ذِي الشَّيْبَةِ الْمُسْلِمِ وَحَامِلِ الْقُرْآنِ غَيْرِ الْغَالِيْ فِيْهِ وَالْجَافِيْ عَنْهُ وَإِكْرَامَ ذِي السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ۔»** [2] "بلاشبہ سفید بالوں والے مسلمان (اکابر) کی تعظیم، قرآن میں حد سے تجاوز اور کمی کوتاہی نہ کرنے والے حاملِ قرآن اور عادل حکمران کی تعظیم و تکریم (در حقیقت) اللہ تعالیٰ کی تعظیم سے ہے۔"

---

[1] شعب الایمان، حدیث: 1098

[2] سنن ابی داؤد، حدیث: 4843

ائمہ اربعہ اور باہمی تعظیم

فقہاکے مابین ہونے والے فقہی اختلافات بھی اُمّت پر خداوند تعالیٰ کی رحمت کامظہر ہیں۔ رحمتِ عالم ﷺ کا فرمان اختلاف امتی رحمة اس امر عظیم کی توثیق ہے۔ ان اختلافات کے باوجود چاروں فقہی مذاہب کے شیوخ و مقلدین ایک دوسرے اکابر کی تعظیم و توقیر کرتے نظر آتے ہیں۔ جیسا کہ امام شافعی فرماتے ہیں: إني لأتبرك بأبي حنيفة وأجيءُ إلى قبره في كلِّ يومٍ -يَعْنِي زائرًا- فإذا عرضتْ لي حاجةٌ صلّيتُ ركعتين وجئتُ إلى قبرِهِ وسألت الله تعالى الحاجةَ عندهُ، فما تَبْعُدُ عنِّي حتى تُقْضى۔ [1] میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ذریعے برکت حاصل کرتا ہوں اور روزانہ ان کی قبر کی زیارت کی غرض سے حاضر ہونا معمول ہے۔ جب مجھے کوئی ضرورت پیش آتی دو رکعتیں پڑھ کر ان کی قبر پر جاتا اور وہاں اللہ سے اپنی حاجت کا سوال کرتا تو جلد ہی میری ضرورت پوری ہو جایا کرتی تھی۔

یاد رہے کہ فقہائے اربعہ (امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد) رضی اللہ عنہم میں عقائد و نظریات کے اعتبار سے کوئی اختلاف نہیں تھا، بلکہ تمام ائمہ اہل سنت وجماعت سے تعلق رکھتے تھے۔ فقہا کے مابین اختلاف فروعی مسائل پر مشتمل تھا، ہر امام کے مذہب کی بنیاد دلائل پر قائم ہے، لیکن کسی ایک مجتہد کی تقلید ہی ناگزیر ہے؛ لہٰذا کسی امام کے مذہب و اکابر کی توہین جائز نہیں۔

---

[1] ذكره الخطيب في تاريخ بغداد، ج:1، ص:135، دار الكتب العلمية

بوئے نخوت سے نہیں یاں کے گُلوں کو سروکار

ہے بزرگوں کا ادب ان کی جوانی کا سنگار

عصر حاضر میں اسلاف کی بے قدری کا رجحان

اشخاص کی ذوات و آراسے اختلاف و تنقیـد کرنے سے پہلے تحقیق درکار ہوتی ہے؛ تاکہ یہ امر بہتان کی صورت نہ اختیار کر جائے۔ یہ بھی ذہن نشیں رہے کہ تحقیق کرنے کے لیے اہلیتِ تحقیق بھی ناگزیر ہے۔

حکمِ ربّانی ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ۔[1] "اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کرلو کہ کہیں کسی قوم کو بے جانے ایذا نہ دے بیٹھو پھر اپنے کیے پر پچھتاتے رہ جاؤ۔"

دور جدید میں الحاد اور لادینیت سے متأثر سوشل میڈیا صارفین عقلی گھوڑے دوڑاتے ہوئے یا سنی سنائی باتوں پر کان دھرے اکابر و اسلاف پر تنقید کرتے دکھائی دیتے ہیں جو کہ شرعی مزاج کے یکسر خلاف ہے۔ اکابر پر نکتہ چینی کرنے والوں پر مندرجہ ذیل پنجابی محاورہ کا انطباق عجب حسنِ اتفاق ہے: "ذات دی کوڑھ کرلی تے چھتیراں نوں جپھے۔"

اِس نسل کو ہم نے ہی تو بے باک بنایا — ہو اپنے بزرگوں کا انہیں پاس و ادب کیا

---

[1] الحجرات، آیت:6

مسلمان سائنس دانوں کے کارنامے

تحریر: مولانا محمد نبیل رضوی، مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ

سائنس، جسے اِس وقت اہل مغرب کے لیے نقطۂ عروج سمجھا جارہاہے، جس نے اکثر مسلمانوں کی نظروں کو خیرہ کرکے احساسِ کمتری کا شکار بنادیاہے، اس برگ وبار کو مسلمانوں کے اسلاف ہی نے کئی صدیوں تک اپنے خونِ جگر سے سینچ کر پروان چڑھایا ہے۔ سائنس جو انسانی زندگی کا ایک حصہ بن چکی ہے، اِس کی آب یاری ہمارے مسلمان سائنس دانوں نے اپنے ہاتھوں سے کی تھی۔ سائنس کی دُنیامیں اقوامِ عالم نے ہمارے ہی بزرگوں کی انگلی پکڑ کر چلنا سیکھا تھا۔ اہلِ یونان صرف اِس کی تمنا ہی گوشۂ جگر میں پال سکتے تھے؛ کیونکہ ان کے ہاں اِس کی تخم پاشی کے لیے سرے سے عوامل ہی ناپید تھے اور یورپ میں حال یہ تھا کہ وہاں ایسی اولاد کی تمنا حاشیۂ خیال میں لانا بھی جرم تھا، اگر کوئی اس کی خواہش بھی کرتا تو کلیسا کی آگ اُسے جلا کر خاکستر بنادیتی۔ سائنس اپنے وجود کی بقا اور ترقی کے لیے ہمارے آباء واجداد کی صدیوں تک مرہونِ منت رہی۔ اس حقیقت کو آشکار کرنے کے لیے ذیل میں چند مسلمان سائنسدانوں کے کارنامے پیش کیے جاتے ہیں۔

جابر بن حیان (م:198ھ)

جابر بن حیان کو فنِ کیمیا کا بانی تسلیم کیا جاتاہے۔ یہ دنیا کا پہلا سائنسدان ہے جس نے علمِ کیمیا میں تجربات کو اہمیت دی، اُسے سونا بنانے کی عجیب لگن تھی، آبائی پیشہ

عطاری (دوائیں بیچنا) تھا، معمولی گھرانے کا فرد تھا، تعلیم معمولی حاصل کر سکا، مگر سونا بنانے کے شوق میں تجربات شروع کیے تو نامور بن گیا۔ جابر بن حیان نے کچ دھاتوں کو پگھلا کر صاف کرنے، فولاد تیار کرنے، چمڑا بنانے، کپڑا رنگنے، لوہے کو زنگ سے بچانے اور دھات کو بھسم کر کے کشتہ بنانے کا طریقہ ایجاد کیا۔ اس کے علاوہ تیزاب، بالوں کو کالا کرنے کے لیے خضاب کا نسخہ اور موم جامہ کا بھی موجد جابر بن حیان ہے۔ اُس کی ایک بڑی اور مفید ایجاد قَرَع انبیق ہے۔ یہ عرق کھینچنے کا آلہ ہے جو آج بھی مستعمل ہے، اس آلے کے ذریعے عـرق کشید کرنے سے جڑی بوٹیوں کے لطیف اجزااور اثرات محفوظ کیے جاتے ہیں۔ جابر بن حیان نے کیمیائی نکات بیان کر کے ایسے اصول و قواعد مرتب کیے جو آج بھی مستعمل ہیں۔

ابو اسحاق ابراہیم بن جندب (م:158ھ)

ابو اسحاق ابراہیم بن جندب اجرامِ فلکی میں مہارت رکھتا تھا۔ اس نے فلکیات میں ایسی تحقیقات پیش کیں کہ علم نجوم کا بھی ماہر بن گیا۔ اس نے اپنے عالی دماغ اور ذہن کی مدد سے ایک آلہ اُصطُرلاب ایجاد کیا، جو ایک قسم کی دُور بین تھی، اِس دور بین کے ذریعے بآسانی چاند تاروں کا مشاہدہ کیا جاسکتا تھااور ان کی بلندیٔ مقام، رفتار اور ان کے فاصلے کی پیمائش کی جاسکتی تھی۔ گلیلو (م:1642ء، اٹلی کا باشندہ) نے اصطرلاب کو ترقی دے کر دُور بین کی صورت میں ایک اچھا آلہ تو بنایا لیکن گلیلو کو دُور بین کا موجد قرار نہیں دیا جاسکتا۔

ابو جعفر محمد بن موسیٰ شاکر (م: 253ھ)

محمد بن موسیٰ نے بہت سے علمی کام کیے، ایک تو انہوں نے علمی ادارہ قائم کیا اور اس کے اخراجات وہ خود برداشت کرتے تھے۔ انہوں نے بہت سے قابل افراد کو اکٹھا کر کے علمی کتابوں کو تصنیف کیا۔ وہ ریاضی کے ماہر تھے۔ غور و فکر اور تجربے کے بعد انہوں نے دو مقداروں کے درمیان تناسب معلوم کرنے کا آسان طریقہ دریافت کیا، جس سے ریاضی میں بہت سی سہولتیں پیدا ہو گئیں۔ اُنھوں نے ایک کیمیائی ترازو ایجاد کیا، اِس ترازو میں یہ خوبی تھی کہ اِس کے ذریعے کم سے کم مقداروں کا صحیح وزن معلوم کیا جا سکتا تھا۔ یہ نہایت مفید ایجاد تھی، جو ہیرے جواہرات اور قیمتی دواؤں کے صحیح وزن معلوم کرنے میں بہت کارآمد ثابت ہوئی۔ آج بھی یہ ترازو سائنس روم میں استعمال ہوتی ہے۔

ابو بکر محمد بن زکریا رازی

آپ ایران کے شہر ''رے'' میں 865ء کو پیدا ہوئے۔ اگرچہ محمد بن زکریا ایک عملی کیمیادان تھے، لیکن وہ فنِّ طب میں اپنے زمانے کے علم العلاج کے اصولوں سے بھی پوری طرح واقف تھے۔ وہ بغداد کے ہسپتال کے سربراہ اور ماہر سرجن تھے۔ اُنہوں نے پہلی مرتبہ بے ہوش کرنے کے لیے افیون کا استعمال کیا۔ اُنھوں نے سب سے پہلے چیچک اور خسرہ کے اسباب و علامات اور علاج کے بارے میں تفصیل سے روشنی ڈالی۔ ان بیماریوں سے متعلق رازی کے تحریر کردہ اصول آج بھی تسلیم کیے جاتے ہیں۔ عالی دماغ رازی نے فنِ طب کو بہت ترقی دی، جس سے عوام کو بے حد فائدہ ہوا۔

انہوں نے نئے نئے تجربات کر کے فن طب میں کافی اضافہ کیا۔ انہوں نے ابتدائی طبی امداد کا طریقہ ایجاد کیا۔ الکحل اور عمل جراحی میں استعمال ہونے والا آلہ نشتر بھی رازی کا ایجاد کردہ ہے۔

ابو علی حسن ابن الہیثم (م:430ھ)

آنکھ اور نور کے متعلق گہری تحقیق پیش کر کے ایک نیا نظریہ پیش کرنے والا روشنی اور حرارت کی اصلیت اور حقیقت پر بحث کر کے واضح نتیجہ ظاہر کرنے والا، روشنی کی تحقیق پر قلم اٹھانے والا، جسم کئی قسم کے ہوتے ہیں، پانی پر کوئی چیز تیرتی کیوں نظر آتی ہے؟ تارے جھلملاتے کیوں ہیں؟ کسی سوراخ سے روشنی گزرے تو وہاں واقع چیز الٹی نظر کیوں آتی ہے؟ آنکھ کی پتلی یعنی عدسہ کیا ہے؟ دو سو کتابوں کی تصنیف میں تحقیقی نظریے بیان کرنے والا عظیم محقق اور سائنسدان، اسوان بند (مصر) کا پلان پیش کرنے والا پہلا ہوش مند انجینئر، اُسے دنیا ابن الہیثم کے نام سے یاد کرتی ہے۔ پن ہول کیمرہ بھی ابن الہیثم نے ایجاد کیا۔ وہ مرر اور لینز کے علاوہ فلیکشن اور رفلیکشن کے قوانین کا پہلا ماہر تصور کیا جاتا ہے۔ آنکھ کے بارے جو تفصیل ابن الہیثم نے اپنی کتاب میں پیش کی تھی، وہ آج بھی کئی تجربات کے بعد صحیح تسلیم کی جاتی ہے۔ راجر بیکن نے ابن الہیثم کے مشاہدات سے کام لے کر دُوربین کو ایجاد کیا۔

ابو ریحان محمد بن احمد البیرونی (م:1048ء)

علوم وفنون پر گہری نظر رکھنے والا، علم ہیئت کا ماہر فلسفی، باکمال نجومی، سماجیات کا ماہر، عظیم تاریخ دان، جغرافیہ دان، زمین کے متعلق اعلیٰ تحقیق کرنے والا، دھاتوں کی کثافتِ اضافی معلوم کرنے والا، دنیا کے مشہور مقامات کے طول البلد اور عرض البلد

دریافت کرنے والا اور ان کے صحیح فرق معلوم کرنے والا، علم ریاضی کا ماہر، ریاضی کے مسئلوں کا نیا حل دریافت کرنے والا، تنہا زمین کے محیط کی صحیح تحقیق کرنے والا، ماہر ارضیات، آثارِ قدیمہ کا پہلا ماہر، ہندوستان کا پہلا سیاح، طب پر کتاب الصیدلہ، ہیئت پر تفیہم و قانون اور جواہر و معادن پر الجواھر فی الجواھر، عرضیات پر تحریر الأماکن لکھنے والا سائنس دان، اُس کا نام ابو ریحان محمد بن احمد البیرونی ہے۔

البیرونی وہ شخص ہے جس نے یہ دریافت کیا کہ روشنی آواز سے زیادہ تیز رفتار ہے۔ البیرونی نے برصغیر کی سیاحت کے دوران جہلم کے قریب ایک قصبے نندنا کے قلعے میں حساب لگا کر بتایا کہ زمین کا نصف قطر 6338 کلو میٹر ہے۔ جدید اندازہ 6353 کلو میٹر ہے، یعنی البیرونی کے اندازے اور جدید اندازے میں صرف 15 کلو میٹر کا فرق ہے۔ البیرونی پہلا وہ شخص تھا جس نے یہ نظریہ پیش کیا کہ وادئ سندھ کسی زمانے سمندر تھی، بعد میں آہستہ آہستہ ریت اور کیچڑ ہوتی گئی تو وادئ سندھ وجود میں آگئی، جدید ماہرینِ ارضیات کا بھی یہی خیال ہے۔

مسلمان سائنسدانوں کی متفرق ایجادات

قطب نما(سمتیں معلوم کرنے کا آلہ) عربوں کی ایجاد ہے یہ آلہ قرونِ اُولیٰ کے تمام تجارتی و جنگی جہازوں میں لگا ہوا تھا، یہ اسی کی راہ نمائی کا کرشمہ تھا کہ ہمارے جہاز جدہ سے چین تک جاتے تھے، جب ہم نے یہی چیز یورپ کو دی تو اس کا کولمبس بحیرۂ اطلس کی لہروں کو چیر کر امریکہ جا پہنچا اور واسکوڈے گاما ہندوستان تک نکل گیا۔

کلاک اور گھڑیاں

مصر و شام کے بادشاہ محمد الکامل نے جرمنی کے بادشاہ فریڈرک دوم کو ایک کلاک تحفہ میں دیا۔ یہ کلاک آسمان کی طرح گنبد نما تھا۔ اس میں ایک چاند اور ایک سورج بنا ہوا تھا، یہ آسمانی چاند سورج کی حرکت کے عین مطابق گھومتے تھے، جب آسمان کا سورج ڈوبتا تو کلاک کا آفتاب بھی چھپ جاتا اور صبح کے وقت سورج کے ساتھ نکل آتا تھا۔ پُر لطف بات یہ کہ موسم سرما ہو یا گرما ان دونوں آفتابوں کی حرکت میں سرِ مُو فرق نہیں آتا تھا۔

دمشق کی مسجد میں ایک گھڑی آویزاں تھی جس کے ڈائل پر تانبے کے دو شہباز بنے ہوئے تھے، ساتھ ہی ایک پیالی میں تانبے کی گولیاں رکھی تھیں۔ جب ایک گھنٹہ ختم ہوتا تو یہ باز حرکت میں آتے جھک کر چونچ سے گولی اٹھاتے اور باری باری ایک اور پیالی میں ڈالتے جاتے، جس سے ٹن ٹن کی آواز پیدا ہوتی۔ غروب آفتاب کے بعد یہ باز سو جاتے اور چند نئے پرزے کام کرنے لگتے۔ اس گھڑی پر نیم دائرہ کی شکل میں 12 سوراخ تھے جن پر شیشہ لگا ہوا تھا اور اوپر ایک سے 12 تک ہندسے لکھے ہوئے تھے، اندر ایک چراغ گھومتا رہتا تھا۔ جب ایک گھنٹہ ختم ہو جاتا تو وہ ایک سوراخ کے سامنے رکتا اور وقت بتانے میں کبھی غلطی نہ کرتا۔

نوٹ: یہ مضمون درج ذیل کتب سے ماخوذ ہے:

1 مسلمان سائنسدان اور ان کی خدمات، از ابراہیم ندوی

2 یورپ پر اسلام کے احسان، از ڈاکٹر غلام جیلانی برق

دار الإفتاء......

فجر کی سنتیں رہ جائیں تو اُن کی ادائیگی کا طریقہ

مجیب: مولانا مفتی محمد اکمل قادری رضوی

الاستفتاء: درج ذیل مسائل میں راہ نمائی درکار ہے:

اگر نمازِ فجر کی سنتیں ادا نہ کی جا سکیں، کہ جماعت رہ جانے کا خدشہ ہو تو اس صورت میں اُنھیں ادا کرنے کے لیے کیا حکم ہے؟ فقہی کتب میں ذکر کردہ مسئلہ کا حکم مختلف فیہ ہے، فتاوٰی رضویہ، بہارِ شریعت، تفہیم البخاری، نماز کی سب سے بڑی کتاب... میں مذکور ہے کہ صرف سنتیں قضا ہوئی ہوں تو طلوعِ آفتاب کے بعد اُن کی قضا کرے گا، جب کہ نور الایضاح، رح قدوری، تفہیم المسائل... میں مذکور ہے کہ محض سنتِ فجر قضا ہو جائیں تو ان کی قضا نہ کی جائے۔ درست رائے کیا ہے؟

سائل: محمد ظفر محمود، وحدت کالونی لاہور

الجواب: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥ نمازِ فجر کی سنتوں پر باقی نمازوں کی سنتوں کی بنسبت ادائیگی کا مطالبہ اہم و آکد مروی ہے، بلا وجہِ شرعی کوئی شخص انھیں ترک کرنے کی عمداً عادت بنائے تو وہ گناہ گار ہو گا۔ اگر نمازی کی سنتیں فجر کے فرضوں کی وجہ سے قضا ہو جائیں، یوں کہ اگر سنتوں کو ادا کرنے میں مشغول ہوا تو فرض کی نماز باجماعت رہ جائے گی تو نمازی کو اجازت ہے کہ پہلے فرض نماز کی جماعت میں شامل ہو، پھر جب سورج مکمل طلوع ہو جائے تو اس وقت سے ضحوۂ کبریٰ سے پہلے پہلے ان سنتوں

کی ادائیگی کرلینا مستحسن ہے اور اگر نمازی نے طلوعِ شمس سے ضحوۂ کبریٰ ہونے تک سنتیں نہ پڑھیں تو اس پر گناہ کوئی نہیں۔

درّمختار وردّ المحتار میں سنتِ فجر کی قضا سے متعلق تحقیقِ انیق عمدہ طریقہ سے موجود ہے۔اس باب میں مختلف اقوال کی تعبیر و تشریح کرتے ہوئے علامہ شامی علیہ الرحمہ نے تفصیل ذکر فرمائی:(وإذا خاف فوت) رکعتی (الفجر لاشتغاله بسنتها ترکها) لکون الجماعة أکمل......(ولا یقضیها إلا بطریق التبعیة ل) قضاء (فرضها قبل الزوال۔ یعنی:اور جب فجر کی سنتیں پڑھنے میں مشغولیت کی بنا پر فرض قضا ہونے کا خوف ہو تو نمازی سنتوں کو چھوڑ دے کہ فرض کی جماعت بہت کامل ہے......اور سنتوں کو قضا نہ کرے مگر بطریقِ تبعیت زوالِ شمس سے پہلے فرض کی قضا کرنے کے لیے۔

علامی شامی لکھتے ہیں:(قوله: ولا یقضیها إلا بطریق التبعیة إلخ) أی لا یقضی سنة الفجر إلا إذا فاتت مع الفجر فیقضیها تبعا لقضائه لو قبل الزوال۔ وأما إذا فاتت وحدها فلا تقضی قبل طلوع الشمس بالإجماع،لکراهة النفل بعد الصبح۔ وأما بعد طلوع الشمس فکذلك عندهما، وقال محمد: أحبّ إلی أن یقضیها إلی الزوال کما فی الدرر۔ قیل هذا قریب من الاتفاق؛ لأن قوله "أحبّ إلی" دلیل علی أنه لو لم یفعل لا لوم علیه۔ وقالا: لا یقضی، وإن قضی فلا بأس به، کذا فی الخبازیة۔ ومنهم من حقق الخلاف وقال الخلاف فی أنه لو قضی کان

نفلا مبتدأ أو سنة، کذا فی العنایة یعنی نفلا عندھما سنة عندہ۔

مصنف علیہ الرحمہ کا یہ کہنا: سنتوں کو قضا نہ کرے مگر بطریقِ تبعیت، مطلب یہ ہے کہ سنتِ فجر قضا کو ادا نہ کرے مگر فجر کے فرضوں کے ساتھ، ان سنتوں کے فرض کے تابع ہونے کی وجہ سے قضا کرے گا اگر زوالِ شمس سے پہلے پڑھا جائے اور جب سنتیں اکیلی فوت ہوئی ہوں تو ان سنتوں کو بالاجماع طلوعِ شمس سے پہلے ادا کرنا جائز نہیں ہے کہ صبحِ صادق کے بعد نفل پڑھنا مکروہ ہے اور بہر حال طلوعِ شمس کے بعد ان سنتوں کو ادا کرنا شیخین (حضراتِ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ وسیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ عنہما) کے نزدیک نہ پڑھی جائیں اور حضرتِ سیدنا امامِ محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں یہ پسند کرتا ہوں ان قضا سنتوں کو زوالِ شمس سے پہلے ادا کر لیا جائے، جیسا کہ دُرر میں ہے اور کہا گیا ہے: یہ اتفاقِ رائے کے قریب ہے کیوں کہ امامِ محمد کا یہ کہنا ''مجھے پسند ہے'' اس بات کی دلیل ہے کہ اگر نمازی نے قضا سنتوں کو ادا نہ کیا تو اس پر شرعاً ملامت کوئی نہیں اور شیخین علیہما الرحمہ نے فرمایا: ان کو ادا نہ کرے اور اگر ادا کر لیا تو اس میں حرج کوئی نہیں، یوں ہی خبازیہ میں ہے اور بعض علما نے خلاف پر تحقیق فرمائی اور فرمایا: خلاف اس بات میں ہے کہ طلوعِ شمس کے بعد قضا سنتوں کو ادا کیا جائے تو کیا وہ نفل قرار پائیں گی یا سنت؟ نتیجۃ البحث یہ ہے کہ شیخین کے نزدیک قضا سنتوں کی ادائیگی نفل کہلائے گی اور حضرتِ امامِ محمد علیہ الرحمہ کے نزدیک سنت۔ (1)

---

1 ردّ المحتار شرح در مختار، کتاب الصلاۃ

فتاوی رضویہ شریف میں ہے: سنت فجر کہ تنہا فوت ہوئیں یعنی فرض پڑھ لیے، سنتیں رہ گئیں، ان کی قضا کرے تو بعدِ بلندیٔ آفتاب پیش از نصف النہار الشرعی کرے۔ طلوعِ شمس سے پہلے ان کی قضا ہمارے ائمہ کرام کے نزدیک ممنوع و ناجائز ہے؛ **لقول رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لا صلاۃ بعد الصبح حتی ترتفع الشمس**۔ یعنی ارشادِ نبوی ہے: صبح کے بعد کوئی نماز جائز نہیں یہاں تک کہ سورج بلند ہو جائے۔ [1]

لہٰذا اگر کسی نمازی نے نمازِ فجر کے فرض ادا کیے البتہ اس سے فجر کی سنتیں قضا ہو گئیں تو اس نمازی کے لیے بہتر یہ ہے کہ مکمل طلوعِ شمس ہو جانے کے بعد سے زوالِ شمس سے پہلے پہلے ان سنتوں کو ادا کر لے اور اگر اس نمازی نے قضا سنتوں کو ادا نہ کیا تو عند الاحناف بالاتفاق اس پر کوئی گناہ و ملامت نہیں ہے۔ ہماری اس ذکر کردہ تحقیق و تقریر سے سوال نامہ میں ذکر کردہ کتب میں قضا سنتوں کی ادائیگی کے متعلق مختلف اقوال میں تطبیق و توفیق بھی ہو گئی۔ **والحمد للہ رب العٰلمین وصلی اللہ تعالیٰ علی رسولہ الکریم وعلیٰ اٰلہ وأصحابہ وبارک وسلم علیہم أجمعین۔**

۔۔۔۔واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب۔۔۔۔

---

[1] فتاوی رضویہ، جلد:5، صفحہ:366، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور

جواب دیجیے ... انعام لیجیے

درست جوابات دینے والوں میں سے ایک خوش نصیب کو بذریعہ قرعہ اندازی اِنعام کے طور پر **مجلہ النظامیّہ** کی سالانہ ممبرشپ دی جائے گی۔

نوٹ: جوابات 15 اکتوبر، 2023ء تک دفتر مجلس علماءِ نظامیہ پاکستان کو بذریعہ ڈاک ارسال کریں یا اِس نمبر پر بذریعہ واٹس ایپ بھیجیں: 0342-4489100

گزشتہ شمارے کے جوابات دینے والوں میں بذریعہ قرعہ اندازی کامیاب ہوئے:

محمد دانیال، راولپنڈی

سوال 1: اعلانِ نبوت کے کتنا عرصہ بعد مدینہ منوّرہ کی طرف ہجرت کا حکم ہوا؟

سوال 2: سب سے پہلے کس بادشاہ نے سرکاری سطح پر میلاد منانے کا اہتمام کیا؟

سوال 3: کیا فتاوٰی رضویہ میں تاریخِ ولادتِ نبوی 8 ربیع الاوّل مذکور ہے؟

سوال 4: غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مرشدِ گرامی کا کیا نام ہے؟

سوال 5: یومِ اقبال کس تاریخ کو منایا جاتا ہے؟

گزشتہ ماہ کے درست جوابات

1... راجح یہ ہے کہ وصالِ نبوی 2 ربیع الاول، 11ھ، بروز پیر کو ہوا۔ (مقالاتِ ابوالفضل، ص:107)

2... فیضِ عالم حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا لقب ہے۔

3... مجدّدِ الفِ ثانی کے دَور میں جلال الدین اکبر، نور الدین جہانگیر اور شاہ جہان حاکم تھے۔

4... اعلیٰ حضرت کا وصال ۲۵ صفر، ۱۳۴۰ھ / 28 اکتوبر، 1921ء کو بعمر 68 سال ہوا۔

5... ''یومِ دفاع'' 6 ستمبر، 1965ء کو ہونے والی پاک بھارت جنگ کی یاد میں منایا جاتا ہے۔

جامعہ نظامیہ رضویہ

کی خدمات پر ایک نظر

- جامعہ نظامیہ رضویہ رئیس المحدثین، امام الاتقیاء حضرت مفتی اعظم مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کی ہمیشہ رہنے والی بے مثال یادگار ہے۔
- جامعہ نظامیہ رضویہ عرصہ 67 سال سے دینی وملی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔
- جامعہ سے اب تک ہزاروں علمائے کرام، قاری صاحبان اور حفاظ فراغت حاصل کر چکے ہیں۔
- جامعہ کے بے شمار فضلا بلجیم، برطانیہ، امریکہ، دوبئی، جرمنی، ساؤتھ افریقہ اور دیگر ممالک میں اِشاعتِ دین کے لیے اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔
- جامعہ نظامیہ رضویہ نے لاہور کے علاوہ شیخوپورہ، ایبٹ آباد اور دیگر شہروں میں بھی دینی تعلیم کے تقریباً 80 مکاتب قائم کیے ہیں۔
- اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جامعہ میں علومِ اسلامیہ کی ابتدا سے لے کر اعلیٰ درجات تک معیاری تعلیم دی جاتی ہے، نیز عصری علوم (ریاضی، انگلش، سائنس، کمپیوٹر وغیرہ) کی تعلیم کا بھی انتظام ہے۔
- جامعہ میں 300 سے زائد مدرسین وعلمائے کرام تعلیم دے رہے ہیں۔
- جامعہ کے دارالافتاء سے مسلمانوں کی شرعی راہنمائی کی جاتی ہے۔
- جامعہ کے زیرِ اہتمام تقریباً 7000 (سات ہزار) طلبہ وطالبات کے قیام وطعام، کتب، علاج ومعالجہ اور دیگر ضروریات کا اِنتظام واِنصرام مفت کیا جاتا ہے۔
- جامعہ کی کوئی مستقل آمدنی نہیں ہے، اللہ تعالیٰ اپنے اہل خیر بندوں کے ذریعے دین کا یہ عظیم الشان کام لے رہا ہے۔
- جامعہ کی مالی حالت...... بوجہ مستقل ضروری اخراجات اور تعمیر کے...... اہل خیر کی خصوصی توجہ کی مستحق ہے۔

نوٹ

جامعہ کے منتظمین، اساتذہ اور معاونین اِن مفید اغراض ومقاصد کی تکمیل کے لئے شب وروز سرگرم عمل ہیں۔ جامعہ کا سالانہ میزانیہ 4,00,000,00 (چار کروڑ) سے متجاوز ہے۔

آپ اپنی گوناگوں مصروفیات سے وقت نکال کر جامعہ کی ضروریات سے مزید آگاہی کے لئے خود تشریف لائیے یا پھر گھر بیٹھے جامعہ کی ویب سائٹ کا وزٹ کیجئے

www.jamianizamiarizvia.com

E-mail:
jamianizamiarizvia@yahoo.com
jamianizamiarizvia.pk@gmail.com

Account Number of Jamia Nizamia Rizvia
MCB Shah Allam Market Lahore
Pk14 MUCB 0017 7020 1003 4610
ANJAMAN JAMIA NIZAMIA RIZVIA